خداوند یسوع مسیح کے مقدس، مبارک اور مہربان نام میں آپ سب کو میری طرف سے بہت زیادہ سلام۔ زبوروں پر تفسیری لیکچرز کے اس سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے، آج ہم زبور نمبر 29 پر غور کریں گے۔ میرے ساتھ اپنی بائبلیں کھول لیجئے اور عہدِ قدیم، یعنی پرانے عہد نامے میں سے ہم زبور نمبر 29 کا تفسیری واطلاقی مطالعہ آج کریں گے۔

خداوند کے کلام میں یوں لکھا ہے: زبور 29، زبور نمبر 29۔

"اے فرشتگان، خداوند کی، خداوند ہی کی تمجید و تعظیم کرو، خداوند کی ایسی تمجید کرو جو اس کے نام کے شایان ہے"۔

یہ زبور 29 کی پہلی دو آیات ہیں۔

تیسری آیت میں لکھا ہے: (Psalm 29:3)

"خداوند کی آواز بادلوں پر ہے، خدائے ذوالجلال گرجتا ہے، خداوند دلدار بادلوں پر ہے۔

خداوند کی آواز میں قدرت ہے، خداوند کی آواز میں جلال ہے،

خداوند کی آواز دیوداروں کو توڑ ڈالتی ہے، بلکہ خداوند لبنان کے دیوداروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے،

وہ ان کو بچھڑے کی مانند، لبنان اور سریون کو جنگلی بچھڑے کی مانند کداتا ہے۔

خداوند کی آواز آگ کے شعلوں کو چیرتی ہے،

خداوند کی آواز بیابان کو ہلا دیتی ہے،

خداوند قادس کے بیابان کو ہلا ڈالتا ہے،

خداوند کی آواز سے ہرنیوں کے حمل گر جاتے ہیں اور وہ جنگلوں کو بے برگ کر دیتی ہے۔

اس کی ہیکل میں ہر ایک جلال ہی جلال پکارتا ہے،

خداوند طوفان کے وقت تخت نشین تھا بلکہ خداوند ہمیشہ تک تخت نشین ہے۔

خداوند اپنی امت کو زور بخشے گا، خداوند اپنی امت کو سلامتی کی برکت دے گا، آمین"۔

زبور نمبر 29، Psalm 29، اپنی ادبی صنف کے اعتبار سے حمد کا زبور ہے۔ یہ ایک حمدیہ مزمور ہے، It is a Psalm of Praise، اور اس زبور میں خداوند خدا کی تعریف اور تمجید پر زور بھی دیا گیا ہے اور اس کی دعوت بھی دی گئی ہے۔

زبور نمبر 29 کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، آؤٹ لائن یعنی خاکے کے اعتبار سے۔

11 آیات میں پہلا حصہ ہے، آیات نمبر 1 تا 2، جن میں حمد کا بلاوا ہے، خداوند کی تمجید کرنے کی دعوت ہے۔

پھر آیات 3تا9میں خداوند کی حمد کرنے کا سبب، وجہ بیان کی گئی ہے،اور وہ وجہ یہ ہے کہ خداوند کی آواز طوفان میں ہے۔
اگر ہم یہ کہیں کہ اس زبور کا عنوان "طوفان میں خداوند کی آواز" ہے تو غلط نہ ہوگا۔
سو آیات 1تا2میں خداوند کی حمد کا بلاوا ہے، آیات 3تا9میں خداوند کی حمد کی وجہ بیان کی گئی ہے،اور وہ یہ ہے کہ خداوند کی آواز طوفان میں ہے۔
زبور کا تیسرا حصہ ہے زبور29، آیات 10تا11، کہ خداوند بطور بادشاہ تخت نشین ہے۔
سو گیارہ آیات پر مشتمل یہ زبور، یہواہ خدا کی تعریف کا بلاوا اور اس کا سبب بیان کرتا ہے اور اس بات کے ساتھ اختتام کرتا ہے کہ خداوند تخت نشین ہے۔
یاد رکھیے کہ ایک اصطلاح ہے "تھیالوجی"۔
تھیالوجی کا مطلب ہے: علمِ الٰہی۔
"Theos" یونانی میں خدا، اور "Logos" یونانی میں علم یا کلام۔
سو "تھیالوجی" کا مطلب ہے علمِ الٰہی یا کلامِ الٰہی، جو ہمیں بائبل مقدس کو پڑھنے اور اس پر غور و خوض کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔
لیکن ایک اور اہم اصطلاح ہے جسے کہا جاتا ہے: "تھیوفنی(Theophany) "، اور تھیوفنی کا مطلب ہے "ظہورِ الٰہی"۔
تھیالوجی کا مطلب ہے خدا کا علم، خدا کا کلام، اور تھیوفنی کا مطلب ہے خدا کا ظہور، خدا کا مکاشفہ۔
زبور نمبر 29 میں خدا کی تھیوفنی کو، خدا کے ظہور کو بیان کیا گیا ہے۔
وہ خدا، جو پیدائش کی کتاب کے تیسرے باب میں باغِ عدن میں آدم اور حوا کے ساتھ چلتا تھا، ان پر ظاہر ہوتا تھا۔
وہ خدا جو ابرہام پر ایک فرشتہ کے وسیلے سے ظاہر ہوا۔
وہ خدا جو خروج تیسرے باب میں موسیٰ پر بیابان میں جلتی جھاڑی میں ظاہر ہوا۔
وہ خدا جو قومِ اسرائیل پر ان کے چالیس سالہ بیابانی سفر میں رات کو آگ کے ستون میں اور دن کو بادل میں ظاہر ہوتا تھا۔
زبور نویس اس زبور میں بیان کرتا ہے کہ وہی خدا طوفان میں ظاہر ہوا ہے اور اس طوفان کی آواز، اس کی جو گرج ہے، یہ خداوند خدا یہواہ کی گرج اور اس کی آواز ہے۔
اور اس آواز میں قدرت ہے، زور ہے۔
سو یہ زبور بیان کرتا ہے کہ ایک گرج دار طوفان کے ذریعے سے یہواہ خدا نے اپنا ظہور بخشا ہے۔
ظہورِ الٰہی ایک گرج دار طوفان کے وسیلے سے خدا کے لوگوں کو ملا ہے، اور اس سے ان پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ اسرائیل کا خدا یہواہ ازلی و ابدی بادشاہ اور قادرِ مطلق خدا ہے۔

یہ زبور، جیسا کہ میں نے بیان کر دیا ہے، تین حصوں میں منقسم ہے:
آیات 1 تا 2 میں گرج دار طوفان میں ظاہر ہونے والے خدا یہواہ کی تمجید کی دعوت ہے۔
آیات 3 تا 9 میں گرج دار طوفان میں یہواہ کی آواز کے سبب سے اس کی تعریف کی وجہ بیان کی گئی ہے۔
اور آیات 10 تا 11 میں بتایا گیا ہے کہ گرج دار طوفان میں اپنی آواز ظاہر کرنے والا یہ قادرِ مطلق شخص یہواہ خدا ہے، جو قومِ اسرائیل اور تمام کائنات کا ازلی و ابدی بادشاہ ہے۔

ہالیلویاہ!

اب ہم ان آیات کی تفسیر کی طرف آتے ہیں:
لکھا ہے پہلی آیت میں، "اے فرشتگان، خداوند ہی کی تمجید و تعظیم کرو"۔
یہاں پر فرشتگان کے لیے عبرانی لفظ "بنے علیم" استعمال ہوا ہے؛
"بنے" جمع ہے "بن" کی، جس کا مطلب ہے بیٹا،
اور "علیم" جمع ہے "ایل" کی، جس کا مطلب ہے خدا؛
سو "بنے علیم" کا مطلب ہے: اے خداؤں کے بیٹے، یا اے خدا کے بیٹوں، اس کی تمجید کرو۔
اس تعلق سے مفسرین کے نزدیک دو آراء ہیں کہ "فرشتگان" یا "بنے علیم" کا مطلب کیا بنتا ہے۔
"فرشتگان" یہاں ڈائنامک ٹرانسلیشن ہے، معنوی ترجمہ ہے؛
جو لفظی ترجمہ ہے وہ ہے:
"اے خدا کے بیٹوں، اس کی تمجید کرو"
یا
"اے خداؤں کے بیٹوں، خداوند ہی کی یعنی یہواہ ہی کی تمجید کرو"۔
دو باتیں اس تعلق سے میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں:
پہلی یہ کہ پیدائش کی کتاب کے باب نمبر 6 میں آپ کو "خدا کے بیٹوں" کا ذکر ملے گا،
جو آدمی کی بیٹیوں کے پاس گئے اور ان سے اولاد پیدا ہوئی؛
یہ پیدائش چھٹے باب کی ابتدائی آیات ہیں۔
اس کے علاوہ ایوب کی کتاب میں بھی آپ کو پہلے باب میں اور دوسرے باب میں ذکر ملے گا کہ خدا کے بیٹے اس سے ملنے کو آئے؛
پھر ایوب 38:6 میں بھی لکھا ہے کہ کائنات کی تخلیق سے پہلے خدا کے بیٹے مل کر گاتے تھے۔

اس بنیاد پر، یہودی علم الٰہی (Theology) میں اصطلاح "خدا کے بیٹے (Sons of God) "فرشتوں کے لیے استعمال ہوتی تھی،

اس وجہ سے یہاں بھی لکھا ہے:

"اے فرشتگان، اے بنے علیم، خداوند یعنی یہواہ ہی کی تمجید کرو"۔

سمجھ آ رہی ہے یہاں تک؟

دوسرا خیال یہ ہے کہ زبور نویس جب عبرانی میں اصطلاح "بنے علیم" استعمال کرتا ہے، اور اس کا مطلب ہے Sons of Gods دیوتاؤں کے بیٹے یا خداؤں کے بیٹے تو یہاں زبور نویس کا اشارہ فرشتگان کی طرف نہیں بلکہ قوم اسرائیل کے ارد گرد بسنے والی دیگر بت پرست قوموں کے دیوتاؤں، ان کے خداؤں کی طرف ہے۔

زبور نویس یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس دنیا میں جتنے بھی Gods ہیں، جتنے بھی خدا، خداوند یا دیوتا کہلاتے ہیں،

قومِ اسرائیل اور کائنات کا خدا یہواہ ان سب سے افضل، برتر اور محکم ہے،

اور وہ نہ صرف انسانوں، نہ صرف فرشتوں، بلکہ ان دیوتاؤں کی پوجا، عبادت اور پرستش کا واحد حقدار ہے جنہیں دنیا کی قومیں پوجتی اور خدا مانتی ہیں۔

سو اگر آپ انگریزی بائبلیں پڑھیں تو یہ جو لفظ "فرشتگان" ہماری اردو بائبل میں آیا ہے،

انگریزی بائبلوں میں کہیں "Angels" لکھا ہوا ہے، کہیں "Sons of Gods" ، کہیں "Heavenly Beings"، اور کہیں "Heavenly Council" ۔

موٹی بات یہ ہے کہ اسرائیل کا خدا، یہو، ارد گرد بسنے والی تمام قوموں کے خداؤں اور دیوتاؤں سے افضل اور برتر ہے،

اور آج بھی اس دنیا میں جتنے بھی خدا یا خداوند کہلاتے ہیں، وہ ان سب پر افضل اور برتر ہے۔

اور لکھا ہے:

"اے فرشتگان، خداوند ہی کی تمجید و تعظیم کرو"۔

"خداوند" یہاں عبرانی لفظ "ادونائی" کا ترجمہ ہے؛

یہودی لوگ خدا کے نام "یہو" کو اس قدر قابلِ عزت، قابلِ تعظیم، قابلِ تکریم اور قابلِ احترام سمجھتے تھے کہ انہوں نے خدا کے شخصی نام "یہو" کی جگہ "ادونائی" استعمال کرنا شروع کر دیا کہ ہم اس لائق نہیں ہیں کہ "یہو" نام ہم اپنی زبان سے پکار سکیں؛ ایک روایت ہے کہ جس قلم سے وہ لفظ نام "یہو" لکھتے تھے، اس قلم کو وہ توڑ ڈالتے تھے کہ اب اس قلم سے کوئی اور لفظ نہیں لکھا جا سکتا، اور جب "یہو" کی جگہ انہوں نے "ادونائی" لکھنا شروع کیا تو "ادونائی" کا اردو میں ترجمہ "خداوند" کیا گیا؛ سو جب آپ پرانے عہد نامے

میں اردو بائبل میں پڑھتے ہیں "خداوند خدا"، تواس کا مطلب ہے "یہواہ خدا"؛ جب آپ یہ پڑھتے ہیں کہ "خداوند ہی کی تمجید و تعظیم کرو" تواس کا مطلب ہے کہ "یہواہ ہی کی تمجید و تعظیم کرو"؛ اور پھر لکھا ہے کہ "خداوند کی ایسی تمجید کرو جو اس کے نام کے شایانِ شان ہے"، اس کا مطلب ہے کہ یہواہ ایسی حمد کرو، یہواہ کو ایسی عزت دو جو اس کی شان کے مطابق ہے، جو اس کے نام کی شان کے موافق ہے، جو اس کی شان، اس کے مرتبے اور اس کے مقام کی مناسبت سے ہے؛ یہاں پر پہلی اور پھر دوسری آیت میں لفظ "تمجید" کے لیے عبرانی لفظ "کبود" استعمال ہوا ہے، سارے ذرا میرے نال بولو "کبود"، تھوڑی سی عبرانی سیکھ لو؛ اب یہ جو لفظ "کبود" ہے، اس کا انگریزی بائبلوں میں ترجمہ ہے "Glory"، سب بولیں ""Glory،Glory""، جو آن لائن دیکھ رہے ہیں وہ ٹائپ کر دیں کمنٹ سیکشن میں "Glory"، ویسے تو آپ منور صاحب کی بات نہیں مانتے، وہ کہتے رہتے ہیں جی "فیڈ بیک دیا کریں"، "کمنٹ کیا کریں"، اب سب لکھیں "Glory"، عبرانی میں ہے "کبود"، تو یہ جو لفظ ہے نا "خداوند کی ایسی تمجید کرو"، تمجید کے لیے عبرانی لفظ ہے "کبود"، اس کا ترجمہ بنتا ہے: "خداوند کو ایسا جلال دو جو اس کے نام کی شان کے مطابق ہے"؛ اب "کبود" اردو میں جلال، انگلش میں Glory، عبرانی میں "کبود"، اس لفظ کا literal meaning ہے "Weight" (W-E-I-G-H-T)، وزن یا heaviness، بھاری پن یا بھار، اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ خداوند کو "کبود" دو، خداوند کو عزت دو، یعنی کہ اس کی جو شخصیت ہے، وہ وزنی، بھاری، زور اور اہم اور برتر شخصیت ہے؛ اس کی شخصیت کی قدر و منزلت، اس کی شخصیت کے وزن، اس کی شخصیت کی اہمیت کے مطابق اس کی عزت کرو اور اس کی حمد کرو؛ گل سمجھ آ رہی ہے؟ آپ کے گھر میں جب مختلف طرح کے مہمان آئیں تو کیا آپ سب مہمانوں سے ایک جیسا سلوک کرتے ہیں؟ سب مہمانوں سے ایک جیسا سلوک کرتے ہیں؟ نہیں، آپ اس مہمان سے اپنے تعلق اور اس مہمان کی شخصیت کے وزن، اس کی شخصیت کے بھار، اس کی شخصیت کی قدر کے مطابق سلوک کرتے ہیں؛ کئی ایسے مہمان نے، تُسیں انہاں نوں صرف پانی یا سیون اپ پی کے ہی فارغ کر دیندے ہو، کئی ایسے مہمان نے جنہاں نوں تُسیں چائے تے بسکٹ تے پیٹیز تے اس طرح دیاں شے واں کھوا کے فارغ کر دیندے ہو، کئی ایسے مہمان نے جنہاں نوں تُسیں کھانا دے دیندے ہو، ککڑی شکڑی ہون؛ اچھا، کئی پھر ایسے ہوندے نے جنہاں دے لئی تُسیں کوئی دو تین چار پانچ ڈشاں بناندے ہو: چھوٹا گوشت، وڈا گوشت، مرغی، دال، ویجیٹیبل ڈش؛ تو اس مہمان کی شخصیت سے آپ کا رشتہ اور اس شخص کی شخصیت کی قدر و قیمت کے مطابق آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ نے اس کو کیسے ٹریٹ کرنا ہے؛ زبور نویس یہاں بیان کرتا ہے کہ اسرائیل کے خدا یہواہ کی تمجید، اس کی عزت اور اس کا احترام بھی اس کے نام کی شان اور قدر و منزلت کے مطابق کرو، اور اس کے نام کی شان کیا ہے؟ اس کے نام کی شان یہ ہے کہ ہمارے خدا یہواہ کا نام تمام ناموں سے، چاہے وہ دیوتا ہوں، چاہے وہ خداوند ہوں، چاہے وہ انسان ہوں، فرشتگان ہوں یا

کسی اور طرح کی روحانی قوتیں ہوں، یہواہ خدا کا نام سب ناموں سے افضل اور برتر ہے، اس لیے وہ سب سے زیادہ عزت، تکریم، تمجید، پرستش اور حمد کا حقدار ہے—میرے لیے نہیں یہواہ خدا والی تالیاں بجادو [تالیاں]، پچھلی دو کلاساں وی نا تُسیں پھسے پسے ہو کے بیٹھے رہے، ہو خدا دی جدوں بندہ حمد دی گل کردا ہے ادھی تعریف تالیاں بجادوں انساناں والی، بجاندے رہندے ہو، میں تو کئی ایسی عبادتوں میں کئی دفعہ جب کلام سنانے جاتا ہوں تو پریشان ہو جاتا ہوں کہ یہ خدا کی تعریف اور کلام کے لیے عبادت کر رہے ہیں یا انسانوں کو خوش کرنے کے لیے، ایک دفعہ ایک کنونشن میں میں نے جانا تھا تو وہ مجھے پوچھتے ہیں جی ویلکم کس طرح دا چاہیدا ہے، میں نے کہا یار میں جنج لے کے آرہا؟ ویلکم تو ہم نے اپنے خداوند کو کرنا ہے گیتوں کے ذریعے سے، زبوروں کے ذریعے سے، دعاؤں کے ذریعے سے، کلام کے ذریعے سے، اور میں ایک پینٹیکوسٹل چرچ سے تعلق رکھتا ہوں، سب تو زیادہ پینٹیکوسٹل سے کم کر دینا غلط کرتے ہیں، شخصیت پرستی انہوں نے شروع کی ہوئی ہے، سب نے نہیں لیکن بہت سو نے انسانوں کو انہوں نے خدا بنادیا ہے اور انسان پرستی اور شخصیت پرستی ان کاموں میں پڑ گئے ہیں، گھوڑوں پہ بٹھاکے، بگیوں پہ بٹھاکے، گُلے پہناکے، پتہ نہیں کیا کیا کرکے، انسانوں کو یہ دیوتا بنا کے سٹیج پر چڑھاتے ہیں، یہواہ خدا عزت کا واحد حقدار ہے، وہ پرستش کے لائق ہے، وہ حمد کے لائق ہے، انسانوں کی ریسپیکٹ کریں، انہیں خوش آمدید کہیں لیکن شائستہ، میچور اور محدود انداز میں، کسی نے کہا ہے کہ جو بُت ہے نا اس کی پوجا کریں کوئی نقصان نہیں ہوتا، اس سینس میں کہ بُت بے جان ہے وہ آپ کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا، جنہوں نے وہ بُت گھڑے ہوتے ہیں وہ فائدہ اٹھاتے ہیں، لیکن جب آپ انسان پرستی کرتے ہیں، شخصیت پرستی کرتے ہیں تو پھر انسان آپ کا فائدہ اٹھاتے ہیں، اور ہم نے بڑے ہیروز بنائے ہوئے ہیں جبکہ اصلی ہیرو صرف یسوع مسیح ہے، وہ غلط تعلیم دے دیں، غلط باتیں کر دیں، غلط حرکتیں کر دیں، کرپشن کر جائیں، جھوٹی تعلیم دے دیں، جو مرضی کریں، نہیں، جو وڈا خادم ہے، مشہور خادم ہے، ہمارے پاس جو پیمانہ ہے وہ خدا کا کلام، بائبل ہے، اس کے مطابق تعلیم اور اخلاق ہونا چاہیے، اگر کوئی اس کے مطابق نہیں ہے، وہ غلط ہے، چاہے اس کا جتنا بڑا چرچ ہو، جتنا بڑا ٹی وی چینل ہو، جتنی بڑی کنونشنیں ہوں، جتنا مشہور پریچر ہو، ڈزنٹ میٹر، اچھا جی، لکھا ہے پھر دوسری آیت کے آخری دوسری لائن میں کہ پاک آرائش کے ساتھ خداوند کو سجدہ کرو، اس سے مراد یہ ہے کہ خداوند نے پاکیزگی کا لباس پہنا ہوا ہے، اس ساری زبان استعمال ہو رہی ہے کہ خداوند نے پاکیزگی کا لباس پہنا ہوا ہے، اس لیے تم اس کی پاکیزگی کے مطابق اس کی حمد کرو، اس کو سجدہ کرو، یعنی کہ وہ خدا جو پاکیزگی کا لباس پہنے ہوئے ہے، جو قدوسیت کی پوشاک پہنے ہوئے ہے، تم بھی پاک دل سے، پاک ہاتھوں سے، پاک سوچ سے اس کے حضور آؤ اور اسے سجدہ کرو، یہودی لوگ اور مسلمان لوگ خدا کو سجدہ کرنے میں ہم سے بہتر ہیں، ہم تو جوتی بھی نہیں اتارتے سٹیج پر چڑھتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے ہمیں لگتا ہے کہ ساڈے گوڈیاں پیڑ ہون رہی ہے، یہودی لوگ اور آج کے مسلمان، ان میں یہ ہے کہ وہ باقاعدگی

سے خدا کو سجدہ کرتے ہیں، ایکچولی عبرانی زبان میں پرستش کرنے کے لیے جو مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں، ان میں ایک لفظ ہے "سجدہ کرنا"، یہاں وہی لفظ استعمال ہوا ہے، سو ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی دعاؤں اور عبادتوں میں خدا کو سجدہ کرنا چاہیے، سجدہ کرنا خدا کے حضور جھک جانے کا ایک علامتی نشان ہے، کہ میں صرف جسمانی طور پر نہیں جھکا یا جھکی، میں اپنی خواہشوں کو، اپنے منصوبوں کو، اپنے ارادوں کو، اپنے کاموں کو سب کو خدا کے حضور جھکا دیتی ہوں، جھکا دیتا ہوں، سو خداوند کی پاکیزگی کے مطابق پاک دل ہو کر اس کو سجدہ کرو، اس کے بعد پھر تین تا نو آیات میں تھیوفنی، ظہورِ الٰہی کا بیان ہے، اور وہ ظہورِ الٰہی کیسے مل رہا ہے؟ طوفان میں سے، کہ ایک زوردار طوفان ہے اور اس طوفان میں گرج ہے، اور وہ گرج خداوند خدا یہواہ کی گرج دار آواز ہے، اور اس آواز میں قدرت ہے، آیت نمبر تین سے اب ہم دیکھیں گے، لکھا ہے کہ خداوند کی آواز تین تا نو آیات میں، ان چھ آیات میں سات مرتبہ، کتنی مرتبہ؟ لفظ "خداوند کی آواز" استعمال ہوا ہے، جس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس زبور کا مرکزی عنوان ہی "خداوند کی آواز" ہے۔

اور خداوند کی یہ آواز ایک تھیوفنی میں، ایک گرج دار طوفان کے ذریعے سے سنائی دے رہی ہے۔ یہاں خداوند کی آواز اُس کے کلام کے ذریعے سے نہیں مل رہی۔ کئی جگہوں پر خداوند کی آواز سے مراد ہے خداوند کا کلام۔ زبور 29 میں خداوند کی آواز سے مراد ہے طوفان میں، گرج دار طوفان میں خدا کی آواز، اُس کی گرج۔ اور اب ہم باری باری دیکھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔ آیت نمبر تین میں دیکھیں، لکھا ہے: "خداوند کی آواز بادلوں پر ہے، خدائے ذوالجلال گرجتا ہے، خداوند بادلوں پر ہے۔" یاد رکھیں کہ بائبل مقدس میں بادل خدا کی حضوری کا نشان ہے۔ جب قومِ اسرائیل بیابانی سفر کر رہی تھی، مصر سے آزاد ہو کر ملکِ کنعان کی طرف، وعدہ کی ہوئی سرزمین کی طرف، تو چالیس سالہ سفر میں دن کے وقت خدا بادل کے ستون کی صورت میں انہیں رہنمائی دیتا تھا۔

خداوند یسوع مسیح کی جب پہاڑ پر صورت تبدیل ہوئی، تو لکھا ہے کہ ایک نورانی بادل نے اُس کو گھیر لیا، اور بادل میں سے یہ آواز آئی:
"یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں، اس کی سنو۔"
خدا بادل میں سے مسیح یسوع کے بارے میں بولتا ہے۔
خدا بادل کے ستون میں ہو کر قومِ اسرائیل کی رہنمائی کرتا تھا۔
سو یہاں جب لکھا ہے: "خداوند بادلوں پر ہے، خدائے ذوالجلال"، یعنی جلال والا خدا، God of Glory، وہ گرجتا ہے۔
"خدائے ذوالجلال" سے مراد ہے God of Glory، جلال والا خدا۔
خداوند دلدار بادل پر ہے، تو اس سے مراد یہ ہے کہ خدا خود کو ان بادلوں اور اس طوفانی آندھی اور بادل میں سے سنائی دینے والی گرج کے ذریعے سے قومِ اسرائیل پر ظاہر کر رہا ہے۔ سو یہاں گرج دار طوفان بطور تصویر، بطور امیج استعمال ہو رہا ہے یہواہ خدا کے ظہور

کے لیے۔ وہ جو آگ میں ظاہر ہوا، وہ جو بادل میں ظاہر ہوا، وہ جو آندھی میں ظاہر ہوا، وہ جو پانیوں اور سمندروں میں ظاہر ہوا، زبور 29 میں وہ گرج دار طوفان میں ظاہر ہو رہا ہے۔ تیسری آیت کے مطابق وہ بول نہیں رہا، وہ گرج رہا ہے۔ لکھا ہے: "خدائے ذوالجلال کیا کرتا ہے؟ گرجتا ہے۔"

پھر آیت...اور اس گرج سے مراد کیا ہے؟

آیت نمبر چار میں اس کا جواب ہے کہ:

"خداوند کی آواز میں نمبر ایک ہے: قدرت، اور نمبر دو کیا ہے؟ جلال"

Power and Glory،Power and Glory۔

قدرت سے مراد ہے طاقت، اختیار، حکومت، ہیبت — کہ خداوند کی آواز میں طاقت ہے، اختیار ہے، حکومت ہے، شان، رعب، دبدبہ، اور ہیبت ہے۔

اور کیسی قدرت اور طاقت ہے؟

تخلیق کرنے کی طاقت۔

پیدائش کی کتاب کے پہلے باب میں لکھا ہے: "زمین ویران اور سنسان تھی، گہراؤ گہراؤ کے اوپر اندھیرا چھایا ہوا تھا، کہ خدا کی روح نے وہاں جنبش کی، اور خدا نے کہا، کلام کیا، آواز بھیجی، کہ روشنی ہو جا"—اور تاریک، سنسان اور ویران ماحول میں روشنی ہو گئی۔

تخلیقی طاقت۔

قدرت جھوٹے خداؤں اور دیوتاؤں کو شکست دینے کی قدرت۔

چٹانوں سے پانی نکالنے کی قدرت خدا کی آواز میں ہے۔

سمندروں کو دو حصے کر دینے کی قدرت خدا کی آواز میں ہے۔

اگلی آیات میں ہم دیکھیں گے کہ آواز، خدا کی آواز کی جو قدرت اور جلال ہے، اس کی کچھ Manifestations زبور 29 میں بھی بیان کی گئی ہیں۔

اور پھر لکھا ہے: "اس کی آواز میں جلال ہے۔"

Already میں نے بیان کر دیا کہ عبرانی لفظ "کبود" ہے، جس کا مطلب ہے وزن، فخار۔

کئی دفعہ آپ نے کوئی بڑا ضروری کام کسی سے لینا ہونا، آپ کسی بڑی قدر اور عزت والی شخصیت کو ساتھ لے جاتے ہیں، کہ انھاں دے نال جان نال ناساڈا بھار ودھے گا۔

تو وہ بیان یہ کر رہا ہے کہ خدا دی آواز "فخار" ہے، وزن ہے، قدر ہے، اہمیت ہے اُس کی بات کی۔

کوئی عام شخص کوئی بات کہے اور وہی بات کوئی لیڈر یا حکمران کہے، بڑا فرق ہوتا ہے۔

سو خدا کی آواز میں قدرت ہے، جلال ہے۔

کیسا؟ وہ کیسی قدرت اور جلال ہے؟

آیت نمبر پانچ میں دیکھیں:

"خداوند کی آواز دیوداروں کو توڑ ڈالتی ہے، دیوداروں کو توڑ ڈالتی ہے۔"

یہ جو دیودار تھے، اور لکھا ہے کہ:

"وہ خداوند لبنان کے دیوداروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔"

دیودار جو درخت ہے، انگلش میں اس کو کہتے ہیں Cedar (C-E-D-A-R) ۔

لبنان کا علاقہ، ملکِ اسرائیل سے باہر کا علاقہ تھا، اور زبور نویس فرماتا ہے کہ خداوند کی آواز لبنان کے— یعنی اسرائیل سے باہر کے علاقے کے دیوداروں کو، بڑے بڑے درختوں کو توڑ ڈالتی ہے۔

انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے—اس کا مطلب کیا ہے؟

کہ یہواہ خدا کی آواز کا اختیار اور قوت قومِ اسرائیل کے علاقے کی سرحدوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہواہ خدا کی آواز کی قدرت اور جلال اسرائیل سے باہر کے تمام علاقوں بلکہ روئے زمین تک ہے۔

وہ تمام زمین کا خدا ہے، صرف ایک علاقے کا خدا نہیں ہے۔

گل سمجھ آئی ہے جے نئیں آئی تے میں ہور وی سمجھا دیساں۔

پھر لکھا ہے: "دیودار کے بڑے بڑے درختوں کو خدا کی آواز ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔"

یہاں پر خدا کی آواز کو آندھی کے ساتھ ریلیٹ کیا جا رہا ہے۔

جب بادل گرجتے ہیں، زبور نویس کہہ رہا ہے: یہ یہواہ خدا کی گرج کی آواز ہے۔

وہ ظاہر ہوتا ہے۔

جب تیز آندھی چلتی ہے تو طوفان آتا ہے، اور وہ طوفان بڑے بڑے درختوں کو گرا دیتا ہے۔

یہ یہواہ خدا کی آواز کی قدرت اور اس کا جلال ہے۔

غور کریں جس خدا کی بھیجی ہوئی آندھی دیودار جیسے بڑے بڑے درختوں کو گرا دیتی ہے، وہ خدا خود کتنا طاقتور ہو گا، خود کتنا زور آور ہو گا۔

پھر لکھا ہے:

"وہ ان کو بچھڑے کی مانند لبنان اور سریون کو جنگلی بچھڑے کی مانند کداتا ہے۔"

آیت تین میں خدا کی آواز بادلوں میں گرج دار طوفان جیسی ہے۔

آیت پانچ میں خدا کی آواز زوردار آندھی جیسی ہے جو دیودار جیسے بڑے بڑے درختوں کو بھی گراتی ہے۔

ہم نے پچھلے دنوں اپنے گھر کا کچھ کام کروایا،

کہ بھائی کیا نام ہے آپ کا؟

ہاں، طارق میرا نام۔

انہوں نے چوری کر لیا — میں مذاق کر رہا ہوں۔

تو انہوں نے بھی ہمارے گھر کچھ وہ لکڑی کا پالش کا کام کیا ہے۔

تو اس میں مجھے پتہ چلا کہ جو دیودار کی لکڑی ہوتی ہے وہ مہنگی ترین لکڑیوں میں سے ایک ہے، اور اس کا جو فرنیچر ہے بڑا بھاری ہوتا ہے،

اور انہوں نوں کوئی ایڈی آسانی نال سیونک وی نئیں لگدی اے نا۔

جبکہ اس کے علاوہ پھر اور سستی سستی لکڑیاں ہیں۔

تو جو مضبوط ترین درخت ہے، اس کا یہاں ذکر ہے کہ خدا کی آواز جب آندھیوں میں آتی ہے، اس کو گرا دیتی ہے۔

یعنی دنیا کی طاقتور سے طاقتور ترین قوت بھی ہمارے خدا یہواہ کی آواز کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔

اچھا، پانچویں آیت میں خداوند کی آواز آندھی میں ہے۔

چھٹی آیت میں خداوند کی آواز ارتھ کوئیک، بھونچال میں، زلزلے میں ہے۔

لکھا ہے کہ: "وہ ان کو بچھڑے کی مانند کداتا ہے۔"

بچھڑا کہندے نے بچھے نوں — گاں دا جڑا چھوٹا جا بچہ نئیں ہوندا؟

انہوں نوں کدی تسیں ہتھ لاؤن دی کوشش کرو،

یا مجھ دا جڑا کٹا ہوندا اے،

خاص طور تے اگر نواں نواں پیدا ہویا ہو — او اینج پھد کدا پھد کدا نا جاندا اے، اوپر نیچے جمپ ایسے وہ کرتا ہے۔

تو وہ کداتا ہے، وہ کودتا ہے، اچھلتا ہے۔

لکھا ہے: یہ سریون جو نام ہے، یہ کوہ حرمون کا نام ہے، حرمون کے پہاڑ کا۔

زبور نویس یہ کہہ رہا ہے کہ جب یہواہ خدا ظاہر ہوتا ہے، تھیوفنی، خدا کا ظہور، اس کی حضوری آتی ہے، اس کی آواز ظاہر ہوتی ہے،

تو لبنان اور حرمون کے پہاڑ ایسے ہل جاتے ہیں جیسے وہ کوئی بچھڑا کودتا اور اچھلتا ہے۔

پھر آیت نمبر... کیوں؟

اس لیے کہ یہواہ خدا کی آواز میں قدرت اور جلال ہے، قوت اور وزن ہے۔

"خداوند کی آواز آگ کے شعلوں کو چیرتی ہے۔"

"خداوند کی آواز بیابان کو ہلا دیتی ہے۔"

آگ میں سے وہ گزر جاتی ہے، بیابانوں کو وہ ہلا دیتی ہے۔

یہاں اگین جیسے میں نے بتایا —ارتھ کوئیک کی بات ہو رہی ہے۔

ایک اور دلچسپ بات میں دیودار کے تعلق سے آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں:

یاد رکھیں کہ اس زبور کا جو تاریخی سیاق و سباق ہے، وہ یہ ہے کہ اسرائیلیوں کے ارد گرد بت پرست قومیں بستی تھیں، اور ان کے اپنے اپنے دیوتا تھے، وہ ان کو پوجتی تھیں اور زبور نویس یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ ہمارا خدا یہواہ، نئے عہد نامے کی روشنی میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کا باپ، وہ ان سب دیوتاؤں پر حاوی ہے، وہ ان سب پر بھاری ہے۔

جلال کا ہم نے کیا دیکھا تھا، کبود کا کیا مطلب ہے؟ بھاری، وہ تو آپ پاکستان میں ویسے کہتے ہیں نا، "ایک زرداری سب پر بھاری"، لیکن اصل میں دنیا کی تمام طاقتوں پر، چاہے وہ سیاسی طاقتیں ہوں، مذہبی طاقتیں ہوں، روحانی طاقتیں ہوں، معاشی طاقتیں ہوں، فوجی طاقتیں ہوں، ان سب پر بھاری ہمارے یہواہ خدا کا جلال ہے اور اس کی ذات ہے۔

تو یہ جو دیودار کا درخت تھا لبنان میں، جو اینشینٹ نیئر ایسٹ، یعنی قدیم مشرق کے قریب ہے، یہ اس علاقے کا جتنے بھی درخت تھے، ان میں سب سے بڑا اور شاندار، عالی شان درخت سمجھا جاتا تھا۔

اور جو ہے، اس زمانے میں جب لوگ مندر بناتے، محل بناتے، تو وہ دیودار کی لکڑی سے بناتے۔

اور قدیم میسوپوٹیمیا میں، جو موجودہ عراق ہے، ان کے دو دیوتا تھے: ایک کا نام تھا گلگمیش، اور دوسرے کا نام تھا اینک۔

اینک، ان کو کہا جاتا تھا کہ وہ جو دونوں دیوتا ہیں، انہوں نے اس زمین پر ان کی جو سکونت گاہ بنائی جائے، ان کے لیے جو مندر بنائے جائیں، وہ دیودار کی لکڑی سے بنائے جائیں، سیڈر رُوڈ سے بنائے جائیں، لبنان کے دیوداروں سے لکڑی لائی جائے، اور گلگمیش اور اینک کے لیے ان کی سکونت گاہیں بنائی جائیں۔

اور پھر کئی روایات میں، ایوَن وہ دیودار کے درخت کو دیوتا مانتے تھے، اس کی پوجا کرتے تھے، کیونکہ وہ اتنا بڑا، موٹا اور عالی شان ہوتا تھا۔

لیکن زبور نویس کیا بتا رہا ہے؟ کہ یہواہ خدا کی آواز دیوداروں کو کیا کر دیتی ہے؟ ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

وہ لبنان اور سریون، یعنی حرمون کے پہاڑوں کو ایسے ہلا دیتا ہے زلزلوں اور بھونچالوں سے جیسے جنگلی بچھڑا اچھلتا اور کودتا ہے۔

اس کی آواز آگ کے شعلوں کو چیرتی ہے، بیابانوں کو ہلا دیتی ہے۔

پھر لکھا ہے، خداوند قادس کے بیابان کو ہلا دیتا ہے۔

اب یہ جو قادس کا علاقہ تھا، یہ تینوں علاقے، بائے داوے، جو زبور 29 میں ہیں:

نمبر ایک: لبنان،

نمبر دو: سیریون،

نمبر تین: قادس،

یہ تینوں علاقے قومِ اسرائیل کی سرحدوں سے باہر تھے، غیر قوموں کے علاقے تھے۔

اور وہ خصوصی طور پر بتاتا ہے کہ یہ علاقے ہمارے خداوند کی آواز سے ہل جاتے ہیں، اس کے کلام سے، اس کی گرج سے ہل جاتے ہیں،

کیونکہ اس کی آواز میں قدرت اور جلال ہے۔

وہ قادس کے بیابان کو بھی ہلا دیتا ہے۔

اور پھر لکھا ہے کہ خداوند یعنی یہوواہ کی آواز سے ہرنیوں کے حمل گر جاتے ہیں۔

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ خداوند کی آواز سے ہرنیوں کو مس کیرج، یعنی اسقاط ہو جاتا ہے۔

پڑھنے سے ایسے ہی لگتا ہے۔

ایکچولی عبرانی زبان میں جب اس آیت کو پڑھیں اور اس کا اردو ترجمہ کریں تو دو ترجمے بنتے ہیں۔

انگلش بائبلوں میں یہ آپ کو ملیں گے:

ایک یہ ہے کہ خداوند کی آواز سے ہرنیاں بچوں کو جنم دینا شروع کر دیتی ہیں،

یعنی یہاں زندگی ظاہر ہو رہی ہے، کہ خدا کی آواز میں ایسی قدرت اور زندگی ہے،

کہ اگر ایک حاملہ ہرنی ہے تو وہ بچہ جننا شروع کر دیتی ہے۔

سو ایک اس آیت کا مطلب یہ ہے۔

اردو ترجمہ ہمارا یہاں تھوڑا غیر واضح ہے،

اس لیے عبرانی اور انٹرلینیئر اور پھر انگلش زبان کے ہمیں مختلف ترجمے ضرور چیک کرنے چاہئیں،

اگر آپ بائبل کا گہرا تفسیری مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔

خداوند کی آواز سے ہرنیاں بچے جننا شروع کر دیتی ہیں۔

دوسرا اس کا ایک ترجمہ یہ بنتا ہے کہ خداوند کی آواز سے،

اب یہ جو عبرانی کے یہ دو الفاظ ہیں نا، "یہول" یا "ایالوت"،

اس کا ایک اور ترجمہ اسکالرز کہتے ہیں، عبرانی میں یہ ہو سکتا ہے کہ خداوند کی آواز بلوط کے، شاہ بلوط کے درختوں کو ٹیڑھا کر دیتی ہے۔

انگلش میں ہے "The Voice of the Lord twists the oaks." :

سو عبرانی میں جو الفاظ ہیں یہاں، جو لکھا ہے نا "خداوند کی آواز سے ہرنیوں کے حمل گر جاتے ہیں"،

اس کا ایک ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خداوند کی آواز سے شاہ بلوط کے درخت ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔

دیودار کی طرح اوک ٹری، جو بلوط کا درخت ہے، وہ بھی بہت بڑا، گھنا اور موٹے تنے والا ہوتا ہے،

اور وہ کہہ رہا ہے کہ جب خدا کی آواز آتی ہے، تو جتنا مرضی بڑا اور موٹا بلوط کا درخت ہو، خدا کی آواز اسے کیا کر دیتی ہے؟ جھکا دیتی ہے، ٹیڑھا کر دیتی ہے۔

سو اس آیت کی اس لائن کے دو مطلب ہیں:

ایک ہے کہ حاملہ ہرنیاں اپنے بچوں کو جنم دینا شروع کر دیتی ہیں،

اور ایک ہے کہ بلوط کے درخت ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔

اور لکھا ہے:

"خداوند کی آواز جنگلوں کو بے برگ کر دیتی ہے"،

کہ جب آندھی میں خداوند کی آواز زور سے آتی ہے، تو بڑے بڑے درخت پتوں کے بھی پتے زمین پر گرا دیتے ہیں۔

بے برگ ہونے کا مطلب ہوتا ہے کہ بے پتہ ہو جانا، پتوں کا زمین پر گر جانا۔

جو اسکالرز کہتے ہیں کہ اوپر والی لائن کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ

"خداوند کی آواز بلوط کے درختوں کو ٹیڑھا کر دیتی ہے"،

وہ اسی بنیاد پر کہتے ہیں کہ اگلی لائن میں یہی لکھا ہے کہ

"خدا کی آواز جنگلوں کو بے برگ کر دیتی ہے، درختوں کے پتوں کو گرا دیتی ہے"۔

سو اوپر والی لائن کا ترجمہ ہونا چاہیے "God's voice twists the oak trees." :

اگلا پوائنٹ یہ ہے کہ خدا کی آواز میں،

چاہے وہ بادلوں میں سے گرج کی ہو،

چاہے وہ آندھی کے شور کی آواز ہو جو خدا کی طرف سے آئی ہے،

چاہے وہ زلزلے کے نتیجے میں زمین کڑکنے کی آواز ہو،
یا وہ کلام کے ذریعے سے خدا کی آواز ہو،
اس کی آواز میں قدرت اور جلال ہے، قوت اور بھاری پن ہے۔
اور اب پھر زبور کا آخری حصہ ہے:
لکھا ہے:
"اس کی ہیکل میں ہر ایک جلال ہی جلال پکارتا ہے۔"

اب جلال کا جو "کبود" یا "glory" کا لفظی مطلب تو میں نے بتا دیا: "وزن یا بھاری پن(heaviness, weight) "،
لیکن اس کا جو تھیالوجیکل مینگ ہے، وہ ہے:
"جلال کا ایک مطلب ہے Divine Presence (الٰہی حضوری(،
اس کا ایک اور ہے Divine Honor (الٰہی عزت)"۔
سو جب ہم کہتے ہیں نا "خدا کے نام کو جلال دیں"، تو اس کا مطلب ہے "خدا کے نام کو عزت دیں، رسپیکٹ دیں، آنر دیں"۔
اور جب ہم کہتے ہیں کہ "خدا کا جلال وہاں پر ظاہر ہوا"،
یہاں بھی لکھا ہے کہ:
"اس کی ہیکل میں ہر ایک جلال ہی جلال پکارتا ہے"،
تو اس سے مراد ہے "خدا کی حضوری وہاں ظاہر ہوئی"۔
جب یسوع مسیح مجسم ہوئے تو لکھا ہے:
"کہ ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے بیٹے کا جلال"،
تو اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے یسوع مسیح میں خدا کی ایسی حضوری دیکھی جیسی خدا کے واحد بیٹے کی حضوری۔
سو جلال کا جو تھیالوجیکل مینگ ہے، الٰہیاتی معنی اور مفہوم ہے،
وہ ہے "خدا کی عزت یا خدا کی حضوری"۔
سو ہیکل میں جب وہ "جلال، جلال" پکارتے تھے، تو اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ:
"یہوواہ کے نام کو عزت ملے، یہوواہ کے نام کو عزت ملے، یہوواہ کے نام کو عزت ملے"۔
کیا آج آپ خدا کی آواز کے جواب میں یہوواہ کے نام کو عزت دینے کے لیے تیار ہیں؟

کیاآج اس کی آواز،اس زبور کے ذریعے سے آپ کے دل کو چھورہی ہے،
اورآپ اس کی آواز کی قدرت اور جلال کے جواب میں اس کو عزت اور جلال،یعنی حمد اور تمجید پیش کرنے کے لیے تیار ہیں؟
اگراس لیکچر کا نتیجہ اس صورت میں نہیں نکلتا،تو میں صرف ہاں ہاں کرنڈے سکتا ہوں،
کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ بائبل کا، تھیالوجی کا مطالعہ صرف انفارمیشن نہیں ہے،
اس کا مقصد ہے ٹرانسفارمیشن۔
یہ جو عبرانی اور دیگر مذاہب کی باتیں بتائیں،
جغرافیہ کی باتیں بتائیں،
اس لیے نہیں کہ صرف آپ کو انفارمیشن ملے،
انفارمیشن کے ساتھ کیا ہے؟ٹرانسفارمیشن۔
آپ کا دماغ اور دل ٹرانسفارمڈ ہو جائیں، تبدیل ہو جائیں،
اور آپ گھٹنوں کے بل ہو کر یہواہ خدا کی تمجید اور عزت اس کے نام کے شایانِ شان کرنا شروع کر دیں۔[تالیاں]
لکھاہے آیات 10تا11 میں:
"خداوند طوفان کے وقت تخت نشین تھا"۔
یہاں پیدائش کی کتاب کے باب نمبر6 سے باب نمبر11 کی طرف اشارہ ہے،
جب نوح کا طوفان آیا تو خداوند اس وقت تخت نشین تھا،
یعنی خداوند نے اس طوفان کو بھیجا۔
اور یہاں پر طوفان کے لیے عبرانی لفظ ہے:"معبول، معبول"۔
میرے نال بولو:"معبول، معبول"۔
جس کا ایک ترجمہ ہے:"سیلاب"،
کہ خداونداس سیلاب،اس طوفان میں تخت نشین تھا،
یعنی وہ خدا کے اختیار سے آیا۔
اور اسی وقت وہ تخت نشین نہیں تھا، لکھاہے:
"خداوند ہمیشہ تک تخت نشین ہے"۔
"The Lord is enthroned forever."

یہواہ از دی ایٹرنل کنگ،

یہواہ ابدالازل سے ابد تک تخت نشین ہے،

اور یہواہ خدا نے اپنے کلام، شخصی کلام یسوع کو اس دنیا میں مجسم کر کے بھیجا،

اور اس کے بارے میں مکاشفہ کی کتاب میں لکھا ہے وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے"،اور جب یسوع مسیح مردوں میں سے جی اٹھا، آسمان پر چڑھ گیا، تو کیا لکھا ہے ؟ وہ کہاں جا کر بیٹھا؟ یہواہ خدا باپ کے تخت پر، اس کی دائیں طرف، سو یہواہ خدا بھی تخت نشین ہے، اور اس کا بیٹا، اس کا ازلی مجسم کلام، یسوع مسیح بھی تخت نشین ہے، اور ہم نے اس کے تخت کے سامنے جھکنا ہے، سجدہ کرنا ہے، اور یاد رکھیں، وہ تخت جبر اور ظلم والا تخت نہیں ہے، عبرانیوں کی کتاب بتاتی ہے کہ وہ خدا کے فضل کا تخت ہے، وہاں سے ہمارے لیے مہربانی، رحمت، فضل، اور برکت جاری ہوتی ہے، کیونکہ یہ خدا، جو بادشاہ ہے، یہ نجات دہندہ بھی ہے، اور نجات کا ہمارے لیے اس نے انتظام یسوع مسیح کی صلیبی موت اور کفارے میں کیا، لکھا ہے "خداوند اپنی امت کو زور بخشے گا، خداوند اپنی امت کو سلامتی کی برکت دے گا"،

یہاں اسرائیلیوں کی بات ہے، نئے عہد میں خدا کی امت میں صرف اسرائیلی لوگ شامل نہیں ہیں، خداوند کی کلیسیا بھی شامل ہے، اور نئے عہد میں اس نے اپنی امت، اپنی کلیسیا کو اپنے پاک روح کے وسیلے سے زور بخشا ہے، آج ہم خدا کی آواز کو اس کے تحریری کلام بائبل کے وسیلے سے سنتے ہیں، آج ہم خدا کی آواز کو اس کے پاک روح کے زور اور قوت کے وسیلے سے سنتے ہیں، آج ہم خدا کی آواز کو حالات کے وسیلے سے سنتے ہیں، اور آج ہم خدا کی آواز کو اس کے خادموں اور اس کے لوگوں کے وسیلے سے سنتے ہیں، سو چار طرح سے آج ہمیں خدا کی آواز ملتی ہے: نمبر ایک ہے بائبل مقدس، خدا کا کلام؛ نمبر دو، روح القدس، خدا کا پاک روح؛ نمبر تین، حالات کے ذریعے سے خدا ہمارے ساتھ بولتا ہے؛ اور نمبر چار ہے خدا اپنے لوگوں اور اپنے خادموں کے وسیلے سے ہماری اپنی آواز ہم تک پہنچاتا ہے؛ اور اگر ہم اس کی آواز کو سنیں، قبول کریں، اور اس کی حمد کریں، تو وہ قوت اور وہ زور جو خدا میں ہے، وہ اس کے کلام اور اس کے روح کے وسیلے سے ہم میں بھی آئے گا، اور ہمارا رسپانس یہ ہونا چاہیے کہ خداوند کی تمجید کریں، اس کی حمد کریں، اس کو سجدہ کریں، اس کے نام کی شان کے مطابق۔

Thank you very much & God Bless you